

Adhoori Mohabbat



BY
SIDRA MANSOOR

<https://primeurdunovels.com/>

میں سدرہ منصور ہوں۔ یہ میری پہلی کہانی ہے۔۔
 اور میں چاہتی ہوں یہ کہانی سب کو یاد رہے۔۔
 سب کا ماننا ہے کہ یاد وہی کہانی رہتی ہے جس میں محبت امر ہو
 جائے۔۔

چاہے ہیر و ہیر وئیں کی شادی سے ہو یا کسی ایک کے مرنے
 سے۔۔

کہانی تو دلوں میں کھب کے رہ جاتی ہے نا۔۔ تو سوچا میں بھی
 لکھتی ہوں کچھ ایسا۔۔
 تو چلیں کرتے ہیں شروع۔۔

وہ ایک عام سا دن تھا۔۔ گرم سا تھوڑے بادل چھائے تھے
 ذرا سی دیر کو سورج بادلوں کے پیچھے چھپتا تو وہاں موجود ریڑھی
 والے بھی شکر کرتے۔ مگر پھر وہی۔۔

ذرا کی ذرا چھپ کے سورج پھر واپس اپنے عروج پہ آ جاتا۔۔
 ایسے میں بس اسٹاپ پہ ٹھہری لڑکی

پینے میں شرابور اپنی بس کا انتظار کر رہی تھی۔۔ اسکے کندھے
 پہ بھاری بھر کم بیگ تھا

جو کتابوں سے بھرا تھا غالباً وہ ہونیورسٹی سے واپس آ رہی تھی۔ دوپٹے کے پلو سے بار بار چہرہ پونچھتی پل بھر کو وہ ہنسم سی گئی۔۔۔ سامنے ایک لڑکا ٹھہرا اسے ہی دیکھ کر جا رہا تھا۔ وہ ایک پل میں اسے پہچان گئی۔۔۔ اسے پہچانتی کیسے نہ دل کے اس مقام پہ اس شخص کو جگہ دے رکھی تھی جو صرف کسی خاص کیلئے مختص ہوتا ہے۔ وہ سڑک پار کرتا اسی کی طرف آ رہا تھا۔ وہ اس سے نہیں ملنا چاہتی تھی۔ محبت بھی ناگہبی کبھی بہت آزمائش میں ڈال دیتی ہے انسان کو۔ اسی کو دیکھ کے جیتے ہیں جس کافر پہ دم نکلے۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ اسکے پاس آتا صد شکر کہ بس آگئی اور وہ جلدی سے بس میں چڑھ کر بس کے جلد از جلد روانہ ہونے کی دعا کرنے لگی اور شاید اسکی دعا قبول ہوئی یا ڈرائیور کو زیادہ جلدی تھی نہیں معلوم پر بس روانہ ہو گئی اس لڑکے کے بس میں چڑھنے سے پہلے۔۔۔ دور جاتی بس میں وہ اسے بس دیکھتا رہ گیا۔ اسکی آنکھوں میں نمی اتر آئی جو اس نے مہارت سے چھپالی مبادہ کوئی دیکھ ہی نہ لے۔۔۔ مرد بچے پہ سوال اٹھے گا کہ مرد بچے تو روتے ہی نہیں ہیں نا۔۔۔ سو وہ بھی نہیں رویا۔ اسکی آنکھوں کی نمی بے شک چھپ گئی پر دور جاتی بس میں موجود اس لڑکی نے اس لڑکے کی آنکھوں کی ویرانی ضرور دیکھ لی تھی۔ اسکا خود کا دل پل بھر کو رک گیا اور آنکھیں ایک دم بھر سی گئیں۔ یہ آنسو نہیں یہ تو محبت کی آگ تھی جو اسکی آنکھوں سے چھلکنے کو بے تاب ہوئے جا رہی تھی اور اس نے بھی اسے چھٹک جانے دیا کہ وہ ایک عام سی کمزور سی لڑکی تھی اور وہ تو رو سکتی تھی نا۔۔۔

گھر پہنچتے ہی آیت کا پہلا سامنا اسکی عزیز از جاں سہیلی سے ہوا جو اسکی رشتے میں ماموں کی بیٹی لگتی تھی۔

ماہا سے اسکی دوستی بچپن سے ہی تھی وہی ایک تھی جسے اسکے دل کی ہر ایک بات کی خبر تھی اور شاید پرواہ بھی۔ آج بھی آیت کے آتے ہی اسکے ستے ہوئے چہرے سے اسکی حالت کا اندازہ ہو گیا

اور شاید اس بات کا بھی کہ وہ اتنی اپ سیٹ کیوں ہے جیسی اسے دیکھتے ہی پوچھا "احد آیا تھا کیا پھر؟"

آیت نے اثبات میں سر ہلایا، کہا کچھ نہیں۔ ماہا چپ ہو گئی، اور کہنے کو باقی رہ بھی کیا گیا تھا۔ "کیا کہہ رہا تھا؟"

کچھ دیر بعد ماہا نے پوچھا۔

"پتہ نہیں، میں نے اس سے بات نہیں کی۔ اسکے کچھ کہنے سے پہلے ہی میں بس میں بیٹھ گئی اور بس چل پڑی۔ رک جاتی تو بہت سی باتیں ہوتیں اور ان باتوں

خوشخبری رائٹرز متوجہ ہوں

ہر لکھاری کا خواب ہوتا ہے کہ اس کی تحریر کتابی صورت میں بھی شائع ہو اور انکی کتاب بک شیف کی زینت بنے۔ آپ بھی ایک لکھاری ہیں اور اپنی تحریر کو کتابی شکل میں لانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ ہم آپ کی تحریر کو بہت کم ٹائم اور بہت مناسب قیمت میں آپ کی خواہش کے مطابق بہت عمدہ اور معیاری کوالٹی میں کتابی صورت میں شائع کرنے میں آپ کی مدد کریں گے۔ مزید معلومات کے لئے نیچے دئے گئے ایڈریس پر ابھی رابطہ کریں۔

Prime Urdu Novels Publications

Whatsapp : 03335586927

Email : aatish2kx@gmail.com

سے اب میں بچنا چاہتی ہوں۔ وہ سمجھتا کیوں نہیں بار بار اس طرح
کیوں پیچھا کرتا ہے میرا میں اب تھک چکی ہوں اس سے دور بھاگ
بھاگ کے وہ سمجھتا کیوں نہیں ہے میں۔۔"

وہ بات کرتے کرتے رو پڑی تھی اور اب
اس سے بولا نہیں جا رہا تھا۔ ماما اپنی پیاری
دوست کی یہ حالت دیکھ کے شدید رنج میں
بتلا ہو گئی۔ اسے افسوس ہوا اسکے آتے ہی اس طرح
نہیں پوچھنا چاہیے تھا آیت سے یہ سب۔۔
اب بہت دیر لگنی تھی اسے آیت کو نارمل کرنے
میں اور اب وہ اسکا موڈ بدلے کیلئے
سوچوں میں ڈوب گئی۔۔

"آیت آج ذرا انسانوں والا حلیہ بنا لو تمہیں
خدا کا واسطہ" یہ اماں تھیں جو اس طرح اس
سے گویا تھیں جیسے یہ بات پہلے بھی کئی بار کر چکی ہو۔
"ہاں اماں کیوں ہر وقت میرے حلیے کے پیچھے
پڑی رہتی ہیں اچھی خاصی تو لگ رہی ہوں۔"
"آج ذرا جا کے اچھے سے ہاتھ منہ دھو لو تمہارے
بابا کے دوست کی فیملی آ رہی ہے تمہیں دیکھنے۔
اب ناک نہ کھوا دینا ہماری اس ماسیوں والے حلیے میں لنگے سامنے آکر"
اور آیت کا یہ سن کر منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔۔

”ہاں تمہارے لیے آرہے۔۔ اچھا اب زیادہ دماغ نہ چاٹو میرا اور جا کے اپنی شکل کا کرو کچھ۔

مجھے انکے سامنے تم ڈھنگ کی دکھنی چاہیے

ورنہ میرا چہل آج ملے گا کھانے کیلئے بریانی کی بجائے“
اور آیت کے تو مانو طوطے چڑیا سبھی اڑ گئے ہاتھوں سے۔

”بھئی لماں بھی نا۔ پہلے بتا دینا چاہیے تھا نا۔

اب میں کیا کروں اپنی شکل پہ۔“

وہ ہونک بنی آئینے میں اپنی شکل دیکھ کے

سوچے جا رہی تھی کہ اچانک ماہا آگئی۔ بس اب تو آیت نے اپنا آپ ماہا کے حوالے کر دیا

اور اچھا ہی کیا کہ آیت کی شکل اب بقول لماں دیکھنے والی ہو ہی گئی تھی۔ مہمان اسکے

ابا کے بزنس پارٹنر تھے۔ بزنس ریلیشن شپ کے

ساتھ اب وہ فیملی ریلیشن شپ بھی رکھنا چاہتے تھے اور آج اسی سلسلے میں وہ

اسکے گھر پہ آرہے تھے۔ مہمان آئے اور بہت

خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا گیا۔ بات ہوئی

رشتے کی۔ لماں ابا رضا مند تھے پھر بھی سوچنے کیلئے رسمی وقت تو لینا تھا سولے لیا۔

آیت کی رضا مندی جان کے کچھ دنوں تک ہاں

بھی کہلوا دی اور اس طرح آیت احسن، احد احمد کی منگ بن گئی۔

وہ خوش تھی بہت خوش

تھی اور احد بھی خوش تھا۔ بہت خوش۔

انکا رشتہ ہوئے اب آٹھ ماہ ہو چکے تھے

اور چار ماہ پہلے انکا بہت خوشی سے نکاح بھی ہوا تھا۔ پھر اچانک کچھ یوں ہوا

کہ سب کی زندگی میں آندھی طوفان آگیا۔

ایک دن احسن اور احمد صاحب کی کسی کاروباری بات پہ بحث طویل پکڑ گئی۔ اور پھر جھگڑا اس قدر شدید ہوا کہ آیت اور احد کو بیچ میں لے آئے اور انکا رشتہ توڑنے تک پر بات آگئی۔

غصے کو اسی لیے تو اللہ نے حرام کر دیا ہے کہ اس وقت انسان اپنے آپ میں نہیں ہوتا۔ انکے ساتھ بھی یوں ہوا جو منہ میں آتا گیا وہ بولتے گئے کبھی احمد صاحب غصے میں کچھ شدید کہہ جاتے تو کبھی احسن صاحب۔

اس شام دونوں گھروں میں ماتم سا سماں تھا۔ بات اتنی بڑھ جائے گی کہ رشتہ ختم کرنے کا سوچا جائے ایسے آیت نے کبھی خواب میں بھی نہ سوچا تھا وہاں احد بھی حیران پریشان۔ اس نے احمد صاحب سے بات کرنے کی کوشش کی تو وہ مزید بھڑک اٹھے۔

"پاپا یہ غلط ہے آپ لوگوں میں کچھ غلط فہمی ہوئی ہے آپ لوگ خود کو ٹھنڈا کر کے بات کریں۔ اس طرح رشتہ ختم کیوں کرنا چاہتے ہیں۔ آیت میری منگیتر نہیں میری بیوی ہے میری منکوحہ ہے میں اس سے آپ ہی کی رضا سے جڑا تھا اور اس سے میں بہت محبت کرتا ہوں میں اسکو کیا جواب دوں گا؟"

مجھے نہیں پرواہ کیا جواب دو گے بلکہ جواب دینے کی ضرورت ہی کیا ہے وہ لوگ اس قابل ہی نہیں کہ ان سے کوئی بات کی جائے " پر اس میں میرا کیا قصور پایا آپ لوگوں ہی نے مجھے اس سے جوڑا تھا وہ لڑکی میرا انتظار کرتی ہے میں اس طرح اسکے ساتھ نہیں کر سکتا " یہ کہتے احد رونے جیسا ہو گیا۔ لیکن اسکے والد اپنی ہی ضد پہ اڑے رہے۔ دن یونہی گزرتے رہے آیت احد کی کسی کال یا میج کا

جواب نہیں دے رہی تھی۔ اسکے والد نے اس سے وعدہ لیا تھا کہ وہ اس خاندان کے کسی شخص سے رابطہ نہیں رکھے گی۔ وہ روتی رہ گئی پر انکے کان پہ جوں تک نہ ریٹکی یوں انکی محبت کو جیسے کسی کی نظر لگ گئی تھی۔ ایک دوسرے سے دور وہ اب بھی دعا کیلئے ہاتھ اٹھاتے تو ایک دوسرے کو اللہ سے مانگتے۔ وہ محرم ہونے کے باوجود آیت کیلئے محرم نہ رہا تھا۔ یہ وقت بہت تکلیف کا تھا اس دوران احد نے کئی بار آیت سے ملنے کی کوشش بھی کی پر وہ آج کی طرح ہمیشہ

اس سے بھاگ کے آ جاتی تھی۔ اسے اپنے بابا کے وعدے کا مان رکھنا تھا بے شک اسکا باپ غلط تھا پر وہ بھی اپنے والد کی فرمانبرداری بیٹی تھی۔ آنسو اپنے اندر اتار کے وہ اپنے والد کے سامنے ہنستی رہتی اور رات رات بھر جاگ کر اس دشمن جاں کی یاد میں روتی رہتی۔

وہ بھی معمول کا ایک دن تھا۔ آیت بس کے انتظار میں بس اسٹاپ پہ ٹھہری تھی۔
اسکی نظر سامنے آتے احد پہ پڑی۔ اس نے حُفگی سے اسے دیکھا



"کیوں آتے ہو میرے پیچھے احد؟"

وہ بس سچ کر رہ گئی۔ احد اسے دیکھتے روڈ

کر اس کر رہا تھا کہ اچانک ایک تیز رفتار گاڑی احد کو ٹکرا مار کے یہ جاوہ جا ہوئی۔

احد خون میں لت پت سڑک پہ گرا ہوا تھا۔

آیت کے جسم سے جیسے جان نکل گئی یہ منظر دیکھ کے وہ اسکی طرف بھاگی۔

اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا کرے کیا نہ کرے۔ تب تک آس پاس کے لوگ جمع ہو چکے تھے

کسی نے ایبولنس کال کر دی تھی آیت دیوانہ وار روئے جا رہی تھی احد

کی یہ حالت دیکھ کے۔ کون لوگ آئے کب احد کو اسٹریچر پہ لٹا کے ایبولنس میں ڈالا گیا

اسے کچھ سمجھ نہ آئی وہ بس وہاں سڑک پہ بکھرے اسکے خون کو دیکھ کے روئے جا رہی تھی۔

احد کو لے جانے لگے تو وہ بھی ضد کر کے اسکے ساتھ ایبولنس میں بیٹھ گئی۔

اسی وقت اسکی ماں کی کال آنے لگ گئی۔ اس نے روتے روتے کال اٹھائی۔

اسکے رونے پہ اسکی ماں پریشان ہو گئی اور اس سے پوچھا۔

"کیا ہوا آیت بیٹا اس طرح کیوں روئے جا رہی ہو؟ اور تمہیں دیر کیوں ہو رہی ہے؟"

آیت جواب میں بس روئے جا رہی تھی۔ روتے روتے اس نے جواب دیا۔

"اماں وہ احد۔۔۔۔ وہ بہت زخمی ہے بہت خون بہہ رہا ہے اماں وہ ٹھیک نہیں ہے"

اسکی ماں مزید پریشان ہو گئی۔ کسی طرح اس سے اسپتال کا پوچھ

کر اس نے احسن صاحب کو اطلاع دی۔ انہوں نے یہ سنا تو فوراً احسن صاحب کو کال کی۔

دونوں خاندان بھاگے بھاگے اسپتال پہنچے۔ پتہ چلا احد آئی سی یو میں تھا۔

ڈاکٹر انکے پاس آیا تو کہا " قسمت اچھی ہے کہ وقت پہ لے آئے احد کو دیر ہو جاتی تو مزید خون بہہ جاتا لیکن اب امید ہے آپ لوگ دعا کریں بس۔"

دن گزرتے گئے اور احد کی حالت سنبھلتی گئی۔ صبح شام آیت وہیں اسکے پاس رہتی اسکے ماں باپ بھی آتے احد سے ملنے۔ احسن صاحب اور احمد صاحب کے درمیان کشیدگی کم ہوتے ہوتے آخر ختم ہو ہی گئی تھی۔ اپنے بچوں سے کس قدر انہوں نے زیادتی کی تھی اسکا انہیں اندازہ ہو گیا تھا اور اب بس احد کے مکمل صحت یاب ہونے کا انتظار تھا کہ وہ ٹھیک ہو تو بچوں سے زیادتی کی تلافی ممکن ہو سکے اور وہ دھوم دھام سے انکی شادی کرا دیں۔ آیت خوش تھی اور احد اسے دیکھ دیکھ کے خوش ہوتا رہتا..

#SidraMansoor

بالآخر وہ دن آگیا جب احد مکمل ٹھیک ہو کے اسپتال سے ڈسچارج ہوا۔

اس دن دونوں خاندانوں میں مانو عید کا سماں تھا۔

خیراتیں صدقے کیا کیا نہیں کیا گیا اس دن۔

اگلے ہفتے کی شام انکی شادی

کیلے تاریخ رکھنے کا پروگرام بنایا گیا۔

رات کا اندھیرا سارے میں پھیل چکا تھا۔ آیت کے ہاں رات کا کھانا کھانے کے بعد

سب اپنے اپنے کمروں میں جا چکے تھے اور اسکو اسکی ماں کی طرف سے برتن

دھونے کا آرڈر مل چکا تھا۔ اسے بہت نیند آئی تھی پر اماں کو نہ کرنے

کی ہمت اس میں نہیں تھی سو چپ کر کے کچن میں آگئی برتن دھونے۔

اسی وقت اسکا فون بجا اس کی جھنجلاہٹ مسکراہٹ میں بدل گئی۔

اسے معلوم تھا کہ اس وقت فون کرنے والا احد ہی ہو سکتا۔ اس نے فون اٹھا

کر دیکھا تو اسکا اندازہ سہی تھا۔ وہ احد ہی تھا۔ اس نے مسکراتے ہوئے کال اٹینڈ کی۔

"اسلام و علیکم احد۔ کیسے ہیں؟"

"وعلیکم اسلام بیگم احد۔ ٹھیک ٹھاک آپ بتاؤ آپ کیسی ہیں؟"

احد نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میں بھی ٹھیک ہوں۔ آپ بتائیں خیال رکھ رہے ہیں نا آپ اپنا؟"

"آپ اتنا خیال رکھتی ہیں تو میرے خیال رکھنے کی کیا ضرورت؟"

"کیوں نہیں ضرورت اور میں کب رکھ سکتی ہوں خیال آپ کا۔؟"

"آپ تب رکھ سکیں گیں میرا خیال جب آپ آئیں گیں میرے گھر"

میرے ساتھ رہیں گیں تو کب آ رہی ہیں میرے گھر آپ؟"

اور آیت کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ "احد بھی نا کبھی کبھی بہت بولڈ ہو جاتے ہیں"

اس نے سوچا اور اس سے کہا۔

"جب آؤنگی تب آؤنگی اچھا اب مجھے جانے دیں کام کر ہی ہوں"

"کیا کام؟"

فوراً سے سوال پوچھا گیا۔

"وہ اماں نے برتن دھونے کا کہا تھا تو وہی دھو رہی"

اور احد کا بے ساختہ قہقہہ اسے شرمندہ کر گیا۔ بات یہ کہ جب بھی

احد سے بات ہوتی اسکی وہ اس وقت برتن ہی دھو رہی ہوتی کیونکہ وہ بائی چائس

ایسے ہی وقت فون کرتا تھا۔

آیت اسکے قہقہے پہ فون کو گھور کے رہ گئی۔ "اچھا بس کریں خیال رکھیں

اپنا اللہ کی امان میں رہیں اور مجھے جانے دیں بس بس اللہ حافظ۔"

اور احد فون بند ہونے کے بعد بھی دیر تک ہنستا رہا۔

آیت کیلئے بھی اس کال کے بعد برتن دھونا آسان ہو گئے تھے۔

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں

تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

ہفتہ کو دونوں خاندان مل جل کے بیٹھے اور مہینے کی 15 تاریخ طے کر دی گئی۔
یعنی محض دس دن رہ گئے تھے انکی شادی کو۔ شادی کی تیاریاں شروع ہوئیں تو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں۔
شادی میں بس دو دن تھے اور وہ بہت مصروف تھی کہ آیت کا فون بجنے لگا۔ اس نے سوچا کہ فارغ ہو کے کال بیک کر دے گی۔

کام ختم ہونے تک وہ بھول ہی گئی کال کے بارے میں۔ رات کو کھانا کھانے کے بعد وہ
صحن میں آ گئی۔ سب اپنے اپنے کمرے میں جا چکے تھے اور شو می قسمت برتن بھی دھل
چکے تھے سو وہ باہر چہل قدمی کرنے لگی۔ وہ اپنے گلاب کے پودے کے ساتھ
ٹھہری اس کے پھول دیکھ رہی تھی کہ اسے آہٹ محسوس ہوئی۔ اس نے ڈرتے ڈرتے پیچھے مڑ کے دیکھا
تو اچانک ایک طرف سے بلی نکل کے بھاگی اور وہ ڈر گئی۔ جب حواس بحال ہوئے تو اسے بے تحاشہ ہنسی آئی۔
ہنستے ہوئے اسے دور اپنے کمرے سے موبائل بجنے کی آواز آئی اور اسے اچانک یاد آئی دوپہر والی کال۔
ماٹھے پہ ہاتھ مار کے وہ کمرے کی طرف بھاگی اور فون اٹھا لائی۔ دیکھ احمک کانٹنگ لکھا آ رہا تھا۔ اس نے فوراً اٹھائی۔
"اسلام و علیکم"

"وعلیکم اسلام" احمد کی خفا خفا سی آواز سنائی دی۔
"بس وعلیکم اسلام اور کچھ نہیں؟ حال بھی نہیں پوچھنا کیا؟"
وہ حیران ہوئی احمد اس طرح بات کیوں کر رہا تھا۔ خفا سا۔
"ہیجم احمد آپ کے حال تبھی پوچھیں گے نا جب آپ میرا فون سنیں گیں۔
سوپہر میں آئیو کال کرتا رہا اور آپ نے کال اٹھائی ہی نہیں"
گلا اس کے لبوں پہ آ ہی گیا۔

"اوہ تو وہ آپ تھے۔ ہم م م۔۔۔ دراصل میں اس وقت بہت مصروف تھی
اور پھر بعد میں میں بھول ہی گئی۔ مجھے تو یہ تک نہیں تھا پتا کہ کال آپ نے کی تھی۔"
وہ جلدی جلدی ایکسپلین کرنے لگی۔

"اچھا خیر ہے کوئی بات نہیں آج ہوں تبھی آپ کو پرواہ نہیں کل جب
مر جاؤنگا تب دیکھیں گے کہ کتنا یاد کرتی ہیں آپ"

وہ شاید بہت خفا تھا۔ بس پھر کیا وہ اسے منانے لگ گئی۔ بالآخر وہ مان ہی گیا اور پھر دیر تک وہ باتیں کرتے رہے۔

شادی میں ایک دن رہ گیا تھا اور بہت مصروفیت تھی۔ اماں کو بازار سے کچھ لینا تھا تو انہوں نے آیت سے کہا ساتھ چلنے کو۔ احسن صاحب باقی کاموں میں مصروف تھے لیکن انہیں خیال رکھنے کی تاکید کرنا نہ بھولے کیونکہ آج کل حالات بہت خراب تھے

کسی بھی وقت کہیں بھی گولیاں چل جاتیں اور ان اندھی

گولیاں کا نشانہ کون بنے گا نہ گولیوں کو اس بات سے غرض تھی نہ

گولی چلانے والوں کو۔ بہر حال انہیں کام تھا سو وہ نکل آئے بازار کی طرف۔

بازار میں معمول سے زیادہ رش تھا وہ خریداری کر کے جلدی سے گھر کیلئے نکلنے لگے۔

وہ ایک سڑک سے گزر رہے تھے کہ آیت نے دور سے احد کو دیکھا۔ وہ بھی انہیں دیکھ کے اسی

طرف آ رہا تھا کہ اچانک پاس سے ہی کہیں دھماکے کی آواز آئی اور پھر ایک کے بعد ایک فائر ہونے لگے۔

احد انہیں کی طرف بھاگا انہیں لینے اور پھر دیکھا کہیں سے ایک اندھی گولی آیت کو لگی۔

ہاں وہی گولی جو کسی معصوم کو نہیں دیکھتی۔ عجیب خاموشی چھا گئی آس پاس احد کو

اس وقت کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا اسکی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا رہا تھا۔

آیت کی ماں چھینختی رہ گئیں پھر پولیس کی گاڑی اور ایمرولینس کے سائرین سنائی دیے۔

حملہ آوروں اور پولیس کا مقابلہ ہونے لگا احد جیسے تیسے کر کے آیت اور اسکی ماں

کو ایک طرف لے گیا۔ اس نے آیت کا سر اپنی گود میں رکھا اسکی آیت اسکے

سامنے دم توڑ رہی تھی اور اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔ آیت کا چہرہ تکلیف سی نچڑچکا تھا..

#SidraMansoor

